از عدالتِ عظمیٰ

سُرجیت سنگھ و دیگراں

بنام

بالبیر سنگھ

تاریخ فیصلہ: 29 فروری، 1996

[کے راماسوامی، ایس صغیر احمد اور جی بی پٹنائک، جسٹس صاحبان]

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973؛ دفعات 195 اور 340۔

دفعہ 195 کے تحت آنے والے جرائم - کے حوالے سے نجی شکایت - سنوائی کے حوالے سے دائرہ اختیار - کے حوالے سے ممانعت - اپیل گزاروں کے ذریعے دیوانی مقدمہ دائر کرنا - اپیل کنندہ کے ذریعے قرارداد کی مبینہ من گھڑت اور جعلی دستخط - جواب دہندگان کی نجی شکایت — اپیل کنندہ کی شکایت کو کالعدم قرار دینے کی درخواست - اس بنیاد پر کہ دفعہ 195 کے ذریعے نافذ کردہ ممانعت لاگو تھی - ٹرائل کورٹ اور فرسٹ اپیلیٹ کورٹ کی طرف سے درخواست کو خارج کرنا - عدالت عالیہ نے مجسٹریٹ کو مقدمے کی سماعت جاری رکھنے کی ہدایت کی - اپیل - قرار پایا کہ دفعہ 195 (1)(b)(2) کی زیر سماعت ممانعت کو راغب نہیں کیا گیا کیونکہ مبینہ جعلی دستاویز کو دیوانی عدالت میں دائر کرنے سے پہلے ہی عدالت نے نجی شکایت کا نوٹس لے لیا

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تھا-عدالت عالیہ ٹرائل کورٹ کو مقدمے کی سماعت جاری رکھنے کی ہدایت دینے میں درست تھی- نجی شکایت کے نوٹس کے خلاف رکاوٹ پیدا کرنے کے مدعا اور مقصد کی وضاحت کی گئی۔

گوپال کرشن مینن و دیگر بنام ڈی راجہ ریڈی و دیگر،[1983]3 ایس سی آر 836؛ پٹیل لال جی بھائی اور سوما بھائی بنام ریاست گجرات،[1971] ضمنی ایس سی آر 834؛ بدھ رام بنام ریاست راجستھان،[1963]3 ایس سی آر 376 اور سشیل کمار بنام ریاست ہریانہ، اے آئی آر (1988) ایس سی 419، کا حوالہ دیا گیا۔

سن لکھ سنگھ بنام دی کنگ، اے آئی آر (1950) پی سی 31، منظور شدہ۔

کشل پال سنگھ کا مقدمہ آئی ایل آر (1953) الہ باد 804، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 180، سال 1988۔

فاجداری متفرقہ نمبر 1918-ایم، سال 1985 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 4.8.86 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کی طرف سے ایس مارکنڈیا اور آر ایس سوری وکیل (این پی)۔

جواب دہندگان کی طرف سے مسز کوالجیت کوچر، جے ڈی جین۔

جواب دہندگان کے لیے وائی بی سنہا، مسز کول جیت کوچر اور جے ڈی جین۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس بنچ کے حوالے کردہ قانون کا سوال یہ ہے: کیا فوجداری عدالت کو تعزیرات ہند کی دفعہ 468 اور 471 کے تحت قابل سزا جرائم کے لیے 13 جون 1983 کو اپیل گزاروں کے خلاف دائر نجی شکایت پر کارروائی کرنے سے روک دیا گیا ہے؟ مدعا علیہ نے دفعہ 420، 467، 468، 471 کے تحت قابل سزا جرائم کے لیے شکایت درج کی تھی جسے دفعہ 120B، تعزیرات ہند کے ساتھ پڑھا گیا تھا، ان الزامات کے ساتھ کہ اپیل گزاروں نے سازش کی تھی اور 26 جولائی 1978 کا قرارداد کیا تھا اور شریمتی دلیپ کور کے جعلی دستخط کیے تھے اور اس کی بنیاد پر انہوں نے گھر کے بقیہ حصے پر قبضہ برقرار رکھنے کا دعوی کرنے کی کوشش کی تھی۔ مجسٹریٹ امرتسر نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 202 کے تحت گواہوں سے پوچھ گچھ کی تھی اور اپیل گزاروں کو 27 ستمبر 1983 کو پیش ہونے کے لیے طلب کرنے کا عمل جاری کرنے کا حکم دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندگان نے دلیپ کور کو اپیل کنندگان 1 سے 3 کے قبضے میں مداخلت کرنے سے روکنے کے لیے حکم امتناعی کے لیے دیوانی مقدمہ دائر کیا اور اس نے 21.2.1984 کا قرارداد پیش کیا جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اسے عمل میں لایا گیا اور دلیپ کور نے اس پر دستخط کیے تھے۔ اس کے بعد، اپیل گزاروں نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 195 کے تحت بار کی بنیاد پر شکایت کو کالعدم قرار دینے کے لیے درخواست دائر کی۔ مجسٹریٹ اور نظر ثانی پر سیشن جج نے اسے خارج کر دیا۔ جب پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ میں نظر ثانی دائر کی گئی تو قانون کے سوال پر بالآخر معاملہ فل بینچ کو بھیج دیا گیا جس نے اپیل گزاروں کے خلاف سوال کا جواب دیا اور معاملہ حوالہ دینے والے جج کو بھیج دیا۔ واحد جج نے 4 اگست 1986 کے متنازعہ حکم نامے میں نظر ثانی کو خارج کر دیا ہے۔ اس طرح خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document

واحد سوال یہ ہے کہ: کیا امرتر میں مجسٹریٹ، فسٹ کلاس جرم کا نوٹس لینے کے دائرہ اختیار سے محروم ہے۔ اپیل گزاروں کے وکیل، شری مارکنڈیا، گوپال کرشن مینن و دیگر بنام ڈی راجہ ریڈی و دیگر، [1983] 3 ایس سی آر 836 اور پٹیل لال جی بھائی اور سوما بھائی بنام ریاست گجرات، [1971] ضمنی ایس سی آر 834 میں اس عدالت کے فیصلوں پر سخت انحصار کرتے ہوئے دلیل دی کہ ایک بار دستاویز عدالت کے سامنے پیش کیے جانے کے بعد، یہ سول عدالت ہے جس کے پاس اس معاملے کا قبضہ ہے۔ اکیلے اسے یا اس کی طرف سے کسی افسر کو تحریری طور پر شکایت پیش کرنی ہوتی ہے۔ مدعا علیہ کی طرف سے دی گئی نجی شکایت قابل قبول نہیں ہے۔ اس لیے فوجداری عدالت مقدمے کی سماعت کو آگے نہیں بڑھا سکتی۔ اس دلیل کو سمجھنے کے لیے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 195 کے دائرہ کار کا اعادہ کرنا ضروری ہے جو جرم کا نوٹس لینے کے عدالت کے اختیار پر پابندی پیدا کرتا ہے۔

دفعات 195(1)(b) (ii) میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی عدالت "مذکورہ ضابطہ اخلاق کی دفعات 463 میں بیان کردہ یا دفعات 471، 475 یا 476 کے تحت قابل سزا کسی جرم کا نوٹس نہیں لے گی، جب اس طرح کے جرم کا الزام کسی عدالت میں کارروائی میں پیش کردہ یا ثبوت میں دی گئی دستاویز کے سلسلے میں لگایا گیا ہو۔"

بدھو رام بنام ریاست راجستھان، [1963] 3 ایس سی آر 376 میں اس عدالت نے دفعہ 195 کے دائرہ کار پر غور کیا اور اس طرح فیصلہ دیا:

> "اس شق کی سادہ گرائمر کل تعمیر پر یہ دیکھا جائے گا کہ عدالت کی طرف سے شکایت کی ضرورت ہوتی ہے جہاں جرم کسی بھی دستاویز کو جعلی بنانے یا اسے حقیقی کے طور پر استعمال کرنے کا ہے جسے جعلی دستاویز جانا یا سمجھا جاتا ہے جب ایسی

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document

دستاویز عدالت میں پیش کی جاتی ہے یا ثبوت میں دی جاتی ہے۔لہذا یہ واضح ہے کہ عدالت میں جعلی دستاویز پیش کیے جانے پر ہی عدالت کی طرف سے شکایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم، جہاں عدالت کے سامنے جو پیش کیا جاتا ہے وہ خود جعلی دستاویز نہیں ہے، دفعہ 195 (1)(c) اس کی قیود پر لاگو نہیں ہوگی۔اس کی وجہ، جیسا کہ عدالتی کمیٹی نے بیان کیا ہے، 'معاملے کا عملی عام فہم ہے، کیونکہ جس عدالت کے سامنے دستاویز کی نقل پیش کی جاتی ہے وہ اصل میں اصل کی صداقت پر کوئی رائے ظاہر کرنے کی حیثیت میں نہیں ہے۔لہذا، چاہے اسسٹنٹ بندوبست آفیسر کو دفعہ 195 (1)(c) کے معنی میں عدالت سمجھا جائے، کسی شکایت کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ جعلی دستاویز خود اس معاملے میں اسسٹنٹ بندوبست آفیسر کے سامنے پیش نہیں کی گئی تھی بلکہ صرف اس کی ایک نقل تھی۔"

اس معاملے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ دستاویز کی نقل پیش کی گئی تھی اس لیے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 195 نجی شکایت کرنے پر پابندی نہیں تھی۔

پٹیل لال جی بھائی کے معاملے (اوپر) میں دفعہ 195 کے ذریعے بنائی گئی پابندی لگانے کے مقصد پر غور کیا گیا۔اس عدالت نے صفحات 841-42 پر اس طرح فیصلہ دیا:

"ایسا لگتا ہے کہ دفعہ 195 (1)(b) اور (c) اور دفعہ 476 کو نافذ کرنے کا بنیادی مقصد نجی فریقوں کی طرف سے ان دفعات میں مذکور جرائم سے خود کو متاثر سمجھتے ہوئے اپنے مخالفین کو ہراساں کرنے یا ان کے باوجود انتقامی خواہش سے متاثر ہو کر فضول، پریشان کن یا ناکافی بنیادوں پر فوجداری مقدمہ شروع کرنے کے لالچ پر قابو پانا ہے۔ان جرائم کو عدالتی عمل پر ان کے براہ راست اثرات کی

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document

وجہ سے عدالت کے اختیار کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔یہ عدالتی عمل ہے، دوسرے لفظوں میں عوامی انصاف کا انتظام، جو ان جرائم کا براہ راست اور فوری مقصد یا شکار ہے اور یہ صرف عدالتوں کو گمراہ کرنے اور اس طرح قانون اور انصاف کے مناسب راستے کو بگاڑنے سے ہے کہ نجی فریق کو نقصان پہنچانے کا حتمی مقصد پورا کیا جائے۔چونکہ عدالت کی کارروائی کی پاکیزگی کو جرم سے براہ راست بدنام کیا جاتا ہے اس لیے عدالت کو واحد فریق سمجھا جاتا ہے جو مجرم فریق کے خلاف شکایت کی خواہش پر غور کرنے کا حقدار ہے۔عوامی انصاف کی انتظامیہ کے خلاف جرم کے بذریعے بالآخر زخمی ہونے کے لیے مرتب کیا گیا نجی فریق بلاشبہ شکایت درج کرنے کے لیے راضی کرنے کے لیے عدالت کا رخ کرنے کا حقدار ہے۔لیکن ایسی فریق فوجداری کارروائی کو براہ راست شروع کرنے والے متاثرہ فریقوں کے مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دفعہ 190 کے ذریعہ تسلیم شدہ عام حق سے محروم ہے۔ان جرائم کے بارے میں جن کے بارے میں اکیلے عدالت، متاثرہ نجی فریقوں کو خارج کرتے ہوئے، شکایت کا حق رکھتی ہے، لہذا، مناسب طور پر صرف وہی جرائم سمجھے جاسکتے ہیں جو اس عدالت میں کسی فریق کی طرف سے کیے گئے ہیں، جس کے کمیشن کا اس عدالت کی کارروائی کے ساتھ معقول طور پر قریبی تعلق ہے تاکہ وہ مکمل طور پر آزاد اور نئی تحقیقات شروع کیے بغیر، تسلی بخش طور پر اپنے ریکارڈ کے حوالے سے بنیادی طور پر مجرم فریق پر مقدمہ چلانے کی سہولت پر غور کرسکے۔لہذا، ہمیں یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ 195 (1) (c) میں موجود ممانعت کو صرف ان

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

معاملات تک محدود کرنے کی سخت تعمیر کو اپنایا جائے جن میں اس میں بیان کردہ جرائم کا ارتکاب کسی فریق کے ذریعے کارروائی کے کردار میں کیا گیا تھا۔

صفحہ 846 پر کہا گیا ہے کہ:

"بڑے پیمانے پر ہم کشال پال سنگھ کے مقدمے آئی ایل آر (1953) الہ آباد 804 میں الہ آباد فل بینچ کے استدلال سے متفق ہیں۔ ہماری رائے میں یہ بہتر نقطہ نظر کی عکاسی کرتا ہے۔ دفعہ 195 (1)(b) اور (c) میں مذکور جرائم کے سلسلے میں نجی شکایات کے نوٹس کے خلاف رکاوٹ پیدا کرنے میں قانون سازیہ کا مدعا اور مقصد دونوں ہی ملزم شخص کو اپنے مخالفین کو ہراساں کرنے کے لیے نجی شکایت کنندگان کی طرف سے انتقامی جذبات سے متاثر پریشان کن یا بے بنیاد قانونی چارہ جوئی سے بچانا اور الجھن سے بچنا ہے جو عدالتوں کے نتائج کے درمیان تنازعات کی وجہ سے پیدا ہونے کا امکان ہے جس میں جعلی دستاویزات پیش کی جاتی ہیں یا جھوٹے شواہد پیش کیے جاتے ہیں اور نجی شکایت سے نمٹنے والی فوجداری عدالتوں کے نتائج۔ یہ اسی وجہ سے ہے جیسا کہ پہلے تجویز کیا گیا تھا کہ قانون سازیہ نے عدالت کو، جس کی کارروائی جھوٹی گواہی کے جرم کا نشانہ بنی تھی، مجرم فریق کے فوجداری مقدمے کی وسیع تر مفادِ عامہ میں سہولت پر غور کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔"

اس طرح اس کا مقصد افراد کو نجی انتقام کے لیے استغاثہ کے ذریعے غیر ضروری ہراساں کرنے سے بچانا؛ عدالتی عمل کی پاکیزگی اور انصاف کے غیر محفوظ انتظامیہ کو برقرار رکھنا؛ عدالت میں زیر التواء کارروائی کو پہلے سے روکنے کے لالچ کے فریقوں کو روکنا اور فریقین پر دباؤ

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ڈالنا اور مقدمے کو آگے بڑھانے سے باز رہنا ہے۔ اسی طرح جب شکایت شدہ عمل کسی جرم، یا یعنی سرکاری ملازم کے قانونی اختیار کی توہین، یا عوامی انصاف کے خلاف یا پیش کردہ یا ثبوت میں دی گئی دستاویزات سے متعلق جرائم سے متعلق ہو، تو عوامی انصاف نجی قانونی چارہ جوئی پر مکمل پابندی کا مطالبہ کرتا ہے اور یہ اختیار عدالت کو دیا جائے کہ وہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 340 کے تحت اس میں مقرر کردہ طریقہ کار کے مطابق شکایت کرے۔ پٹیل لال جی بھائی کے معاملے میں بنیادی تنازعہ یہ تھا کہ ملزم کب کارروائی میں فریق بن گیا تھا۔ تاہم، 1974 میں ضابطے کے نافذ ہونے کے بعد اس سے پہلے کے ضابطے کی جگہ لے لی گئی، سال 1898 میں اسے خارج کر دیا گیا اور اس لیے اب اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اس میں اپیل گزاروں نے 22 نومبر 1963 کے چیک کی بنیاد پر دیوانی مقدمہ دائر کیا تھا اور دیوانی مقدمہ 30 جنوری 1965 کو خارج ہونے لگا تھا۔ اس کے بعد 16 نومبر 1965 کو نجی شکایت درج کی گئی۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ فیصلہ دیا گیا کہ مدعا علیہ مقدمے کی کارروائی میں فریق تھا اور اس لیے نجی شکایت قابل قبول نہیں تھی۔

گوپال کرشن مینن کے معاملے (اوپر) میں، حقائق یہ تھے کہ مقدمہ 3 دسمبر 1980 کے قرارداد کی بنیاد پر اور مذکورہ قرارداد کی بنیاد پر رقوم کی وصولی کے لیے یکساں تاریخ کی رسید کی بنیاد پر پیش کیا گیا تھا۔ شکایت کے ساتھ قرارداد اور رسیدیں بھی عدالت میں پیش کی گئیں۔ اس کے بعد، تعزیرات ہند کی دفعات 467 اور 471 کے تحت جرم کی شکایت درج کی گئی۔ یہ دعوی کیا گیا کہ دفعہ 195 (1)(b) (ii) ممنوع تھا۔ اسے عدالت عالیہ نے خارج کر دیا تھا۔ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 340 اور 195 پر غور کرتے ہوئے اس عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ جیسے ہی یہ قبول کیا جاتا ہے کہ دفعہ 467 کسی خاص زمرے کی جعل سازی کی سزا دیتی ہے، دفعہ 195 (1)(b) (ii) فوری طور پر اپنی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ اس بنیاد پر کہ دفعہ 467 کے تحت قابل سزا

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جرم دفعہ 463 کے تحت عدالت کی کارروائی میں انجام دیا گیا جرم ہے اور اس عدالت کی طرف سے شکایت کی عدم موجودگی میں، استغاثہ کو قابل قبول نہیں ٹھہرایا گیا۔

سشیل کمار بنام ریاست ہریانہ، اے آئی آر (1988) ایس سی 419 میں سوال یہ تھا کہ اصل دستاویز کی ایک نقل کب پیش کی جاتی ہے اور جعلی قرارداد کی ایک نقل کی بنیاد پر ایک نجی شکایت رکھی جاتی ہے، کیا دفعہ 195 (1)(b) (ii) کا بار راغب ہوتا ہے۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ جب تک اصل دستاویز عدالت میں پیش نہیں کی جاتی، تب تک دفعہ 195 کی کوئی پابندی نہیں ہے اور اس لیے نجی شکایت کو منع نہیں کیا گیا تھا۔

سن مکھ سنگھ بنام دی کنگ، اے آئی آر (1950) پی سی 31 میں، پریوی کونسل نے یہ بھی فیصلہ دیا تھا کہ جہاں وہ دستاویز جس کے سلسلے میں ملزم کے خلاف جعل سازی کا الزام لگایا گیا تھا، خود پیش نہیں کیا گیا تھا یا بعض کارروائیوں میں ثبوت میں نہیں دیا گیا تھا بلکہ اس کے برعکس اس کی ایک نقل پیش کی گئی تھی، دفعہ 195 (1)(c) کے تحت شکایت کی عدم موجودگی ملزم کے مقدمے کی سماعت میں رکاوٹ کے طور پر کام نہیں کر سکتی۔

اس طرح یہ واضح ہو جائے گا کہ کسی جرم کا نوٹس لینے کے لیے، دستاویز، جعل سازی کی بنیاد، اگر عدالت کے سامنے پیش کی جائے یا ثبوت میں دی جائے تو، دفعہ 195 (1)(b)(2) کے تحت نوٹس لینے کی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور فوجداری عدالت کو جرم کا نوٹس لینے سے منع کیا جاتا ہے جب تک کہ عدالت کے ذریعے یا اس کی طرف سے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 340 کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار کے مطابق تحریری شکایت درج نہ کی جائے۔ اس طرح اس کا مقصد انصاف کے انتظام کی پاکیزگی کو برقرار رکھنا اور فریقین کو عدالتی عمل کے ساتھ آگے بڑھنے پر

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مجبور یا خوفزدہ کیے بغیر بعض دستاویزات کے ثبوت میں ثبوت پیش کرنے کی اجازت دینا ہے۔ دفعہ 195 کا بار اس کے تحت آنے والے جرائم کا نوٹس لینا ہے۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ اس معاملے میں فوجداری عدالت نے 27 ستمبر 1983 کو نوٹس لیا تھا اور ایسا لگتا ہے کہ اصل قرارداد مجسٹریٹ کی جانب سے نوٹس لینے کے کافی عرصے بعد 9 فروری 1984 کو دیوانی عدالت میں دائر کیا گیا تھا۔ یہ طے شدہ قانون ہے کہ ایک بار نوٹس لینے کے بعد، مجسٹریٹ کے لیے دو راستے کھلے ہیں، یعنی، اگر ثبوت جرم کا انکشاف نہیں کرتا ہے تو ملزم بری کرنا یا مکمل مقدمے کی سماعت کے بعد ملزم بری کرنا۔ جب تک دونوں میں سے کوئی بھی کورس نہیں لیا جاتا اور احکامات منظور نہیں کیے جاتے، تب تک مناسب طریقے سے لیا گیا نوٹس ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس معاملے میں چونکہ دیوانی عدالت میں دستاویز داخل کرنے سے پہلے ہی نوٹس لیا گیا تھا اور اصل نوٹس لینے سے پہلے دائر نہیں کیا گیا تھا، عدالت عالیہ نے ہدایت دی کہ مجسٹریٹ فوجداری مقدمے کی سماعت کے ساتھ آگے بڑھنے کے لیے آزاد ہے۔

اس کے مطابق اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document